

Freebooks.pk

مفت نوٹس • پرانے پرچہ جات • رہنما کتب

اردو (لازمی) جماعت نہم — پنجاب بورڈ (SNC نصاب)

سبق 16

فقیرانہ آئے، صدا کر چلے

(Faqirana Aaye Sada Kar Chale (Ghazal - Mir Taqi Mir))

فقیرانہ آئے صدا کر چلے • میر تقی میر • غزل • شعروا تشریح



سبق 16: فقیرانہ آئے، صدا کر چلے (Faqirana Aaye Sada Kar Chale)

((Ghazal - Mir Taqi Mir))

یہ نوٹس پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB) کے SNC نصاب کے تحت جماعت نہم کی کتاب اردو (لازمی) کے سولہویں سبق پر مبنی ہیں، جو اردو کے عظیم شاعر میر تقی میر کی مشہور غزل 'فقیرانہ آئے، صدا کر چلے' ہے اور کتاب کی چار غزلوں میں سے پہلی غزل ہے۔

یہ نوٹس اردو پیئرنگ اسکیم 2026ء کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، غزل کی اصطلاحات (مطلع، مقطع، قافیہ، ردیف)، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

میر تقی میر (اصل نام میر محمد تقی) 1723ء میں آگرہ (اکبر آباد) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد میر متقی ایک درویش منش، عاشق صادق اور شب بیدار صوفی تھے، جن کا سایہ میر کے سر سے اس وقت اٹھ گیا جب ان کی عمر محض گیارہ برس تھی، مگر ان کی نصیحتیں عمر بھر میر کے دل پر نقش رہیں۔ اپنی خودنوشت 'ذکر میر' میں میر نے اپنے والد کی وہ نصیحت رقم کی ہے جس میں انھیں عشق اختیار کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔ والد کی وفات کے بعد تلاش معاش انھیں آگرہ سے دہلی لے آئی، جہاں پہلے ایک نواب کے ہاں ملازم رہے، پھر اپنے ماموں سراج الدین خان آرزو کے زیر دست کام کیا، مگر ان کی بدسلوکی سے دل برداشتہ ہو گئے۔

احمد شاہ ابدالی کے پے در پے حملوں نے دہلی کو تباہ و برباد کر دیا اور بے شمار لوگوں کو ترک سکونت پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ میر تقی میر بھی قریب ساٹھ برس کی عمر میں دہلی چھوڑ کر لکھنؤ منتقل ہو گئے اور زندگی کے باقی ایام وہیں گزار کر 1810ء میں وہیں انتقال کیا۔ انھیں 'خدائے سخن' اور 'غزل کا بادشاہ' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے، کیونکہ انھوں نے تقریباً ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی، مگر ان کی اصل شناخت غزل سے ہے۔ ان کے سادہ، فصیح اور پرسوز اندازِ بیان نے بعد میں آنے والے بڑے بڑے شاعروں - ناسخ، ذوق، غالب، حسرت، مجروح اور اکبر الہ آبادی - کو ان کی عظمت تسلیم کرنے اور انھیں استاد ماننے پر مجبور کیا۔



میر کی عظمت کا اعتراف خود بعد کے استادوں نے بھی کیا۔ استاد ابراہیم ذوق نے اعتراف کیا کہ باوجود کوشش کے وہ میر کا اندازِ سخن حاصل نہ کر سکے، اور مرزا غالب نے بھی اپنے ایک شعر میں تسلیم کیا کہ رختے (اردو) کے واحد استاد وہ خود نہیں بلکہ پرانے زمانے میں میر جیسا کوئی اور بھی استاد گزرا ہے۔ یہ دونوں تاریخی حوالے میر کی شاعرانہ عظمت کی گواہی ہیں۔

اصطلاحاتِ غزل

غزل

عربی زبان کا لفظ، جس کے لغوی معنی 'عورتوں سے باتیں کرنا' یا عاشقانہ گفتگو کے ہیں؛ اصطلاح میں وہ صنفِ سخن جس میں چند اشعار ایک ہی بحر، قافیہ اور ردیف میں مگر ہر شعر جداگانہ خیال کے ساتھ کہے جائیں۔

شعر

غزل کی بنیادی اکائی، دو مصرعوں پر مشتمل؛ مطلع کے سوا ہر شعر کا دوسرا مصرعہ قافیہ و ردیف کا حامل ہوتا ہے۔

مطلع

غزل کا پہلا شعر، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔

مقطع

غزل کا آخری شعر، جس میں شاعر اپنا تخلص (قلمی نام) شامل کرتا ہے۔

قافیہ

وہ ہم آواز الفاظ جو ردیف سے پہلے آتے اور ہر شعر میں بدلتے رہتے ہیں۔

ردیف

وہ لفظ یا الفاظ جو قافیہ کے بعد ہر شعر کے آخر میں بلا تبدیلی دہرائے جاتے ہیں۔

تخلص

شاعر کا قلمی یا فنی نام، جو عموماً مقطع میں استعمال ہوتا ہے۔



غزل کا تعارف

زیرِ نصاب غزل 'کلیاتِ غزلیاتِ میر' سے لی گئی ہے۔ اس غزل میں میر تقی میر نے فقیرانہ سادگی، عشق، بندگی اور رضا بہ قضا جیسے موضوعات کو نہایت مؤثر اور سادہ میرائے میں بیان کیا ہے۔ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے: ایک مطلع، پانچ درمیانی اشعار، اور ایک مقطع، جس میں شاعر کا تخلص 'میر' شامل ہے۔

شعر وار تشریح

شعر اول (مطلع): فقیرانہ آمد اور دعا

غزل کے مطلع میں شاعر اپنی زندگی کو ایک فقیر کی سی سادگی سے تعبیر کرتے ہیں، جو دنیا میں آیا، اپنی صدا بلند کی۔ یعنی اپنا وجود اور بیغام درج کروایا۔ اور دنیا والوں کے لیے نیک تمنائیں چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔ گویا آمد و رفت میں کوئی شکوہ نہیں، صرف عاجزی اور خیر خواہی کا اظہار ہے۔

شعر دوم: عہدِ وفا کی تکمیل

شاعر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی کہا تھا کہ تیرے بغیر جینا ممکن نہیں، اور اب زندگی سے رخصت ہو کر اسی عہد کو نبھا رہے ہیں۔ یعنی موت کو محبوب سے کیے گئے وعدے کی تکمیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو عاشقانہ صداقت کی انتہا ہے۔

شعر سوم: تقدیر میں شفا نہ ہونا

شاعر بیان کرتے ہیں کہ ان کی تقدیر میں شفا لکھی ہی نہ تھی، اگرچہ حسبِ استطاعت علاج و دوا میں کوئی کسر نہ چھوڑی گئی۔ یعنی انسانی کوشش اپنی جگہ، مگر انجام تقدیر کے تابع ہوتا ہے۔ یہ شعر تصوف کے رنگ کی عکاسی کرتا ہے۔

شعر چہارم: بے خودی اور جدائی کی کیفیت

شاعر کہتے ہیں کہ محبوب کا دیدار ایسا حیرت انگیز تھا کہ وہ خود اپنے آپ سے بھی جدا ہو گئے۔ یعنی عشق کی شدت نے انہیں خودی کے احساس سے بھی محروم کر دیا، جو صوفیانہ فنا کی کیفیت سے مشابہ ہے۔



شعر پنجم: بندگی کی تکمیل

شاعر بیان کرتے ہیں کہ عمر بھر سجدہ ریزی میں گزری، یہاں تک کہ حقِ بندگی پوری طرح ادا ہو گیا۔ یعنی زندگی کو عبادت و فرماں برداری میں صرف کرنے کا اظہار کیا گیا ہے۔

شعر ششم: غم سے نجات پر شکر

شاعر شکر ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے دنیاوی غم و ستم نہیں دیکھا، بلکہ اپنا زخم (تکلیف) خود دکھا کر رخصت ہوئے۔ یعنی صبر و رضا کے ساتھ زندگی کی مشکلات کا سامنا کرنے کا اظہار ہے۔

شعر ہفتم (مقطع): زندگی کے حاصل پر خود سوالی

غزل کے مقطع میں شاعر اپنے تخلص 'میر' کے ساتھ ایک گہرا سوال اٹھاتے ہیں کہ اگر کوئی پوچھے کہ تم دنیا میں کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر کے گئے، تو اس کا جواب کیا ہو گا۔ یہ شعر انسانی زندگی کے حاصل اور مقصد پر ایک فلسفیانہ اور خود احتسابی سوال ہے۔

غزل کا مجموعی تاثر

اس غزل کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ میر تقی میر نے زندگی، عشق، بندگی اور رخصت کے موضوعات کو ایک فقیرانہ سادگی اور گہرے تصوف آمیز انداز میں بیان کیا ہے۔ ہر شعر اپنی جگہ ایک مکمل خیال رکھتا ہے، مگر مجموعی طور پر یہ غزل انسان کی رضا، عجز، صبر اور اپنی زندگی کے حاصل پر خود احتسابی کے جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔ خصوصاً مقطع میں اٹھایا گیا سوال کہ انسان دنیا میں کیا کر کے جاتا ہے۔ میر کی شاعری کے فلسفیانہ پہلو کو نمایاں کرتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

شفا

بیماری سے صحت یابی، آرام۔

تقدیر

قسمت، مقدر، وہ امر جو پہلے سے طے شدہ ہو۔



عہد

وعدہ، قول و قرار۔

صدا

آواز، پکار۔

داغ

زخم کا نشان، رنج و غم کی علامت۔

غم و ستم

رنج و تکلیف اور ظلم و زیادتی۔

سجدہ

پیشانی زمین پر رکھ کر عبادت کرنا، بندگی کا اظہار۔

جبیں

پیشانی، ماتھا۔

خاکہ

غزل کی ساخت: غزل کے تین بنیادی اجزا – مطلع، درمیانی اشعار اور مقطع – کو دکھانے والا خاکہ۔



غزل کی ساخت - مطلع، درمیانی اشعار اور مقطع

۱۔ مطلع - غزل کا پہلا شعر

دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف
غزل کا رنگ و آہنگ متعین کرتا ہے



۲۔ درمیانی اشعار - جداگانہ خیالات

ہر شعر آزاد و مکمل خیال کا حامل
دوسرا مصرعہ قافیہ و ردیف کا حامل



۳۔ مقطع - غزل کا آخری شعر

شاعر کا تخلص شامل ہوتا ہے
اکثر خودکلامی یا دعا کے انداز میں

غزل کی ساخت

مختصر سوالات و جوابات

شاعر نے فقیرانہ انداز میں دنیا سے کیا کہتے ہوئے رخصت لی؟

شاعر نے فقیرانہ انداز میں اپنی صدا بلند کی اور دنیا والوں کے لیے خوشی و بھلائی کی دعا کرتے ہوئے رخصت لی۔

شاعر نے کون سا عہد نبھایا؟

شاعر نے وہ عہد نبھایا جو انھوں نے محبوب کے بغیر نہ جینے کا کیا تھا۔ یعنی رخصت کو اسی عہد کی تکمیل کے طور پر پیش کیا۔

شاعر کو بھرپور دوا کے باوجود شفا کیوں نہ ملی؟

کیونکہ ان کی تقدیر میں شفا لکھی ہی نہ تھی؛ انسانی کوشش اپنی جگہ، انجام تقدیر کے تابع تھا۔



شاعر کے نزدیک بندگی کس طرح ادا ہوتی؟
زندگی بھر سجدہ ریزی میں گزری، یہاں تک کہ حق بندگی پوری طرح ادا ہو گیا۔

شاعر نے کس بات کا شکر ادا کیا؟
شاعر نے شکر ادا کیا کہ انھوں نے دنیاوی غم و ستم نہیں دیکھا، اور اپنا زخم خود دکھا کر رخصت ہوئے۔

غزل کے مقطع میں شاعر نے کیا سوال اٹھایا؟
شاعر نے سوال اٹھایا کہ اگر کوئی پوچھے کہ تم دنیا میں کیا کرنے آئے تھے، تو اس کا جواب کیا ہو گا۔

یہ غزل میر تقی میر کے کس مجموعے سے لی گئی ہے؟
یہ غزل 'کلیات غزلیات میر' سے لی گئی ہے۔

میر تقی میر کو کن القاب سے یاد کیا جاتا ہے؟
انھیں 'خدائے سخن' اور 'غزل کا بادشاہ' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

غزل میں مطلع اور مقطع سے کیا مراد ہے؟ اس غزل کی مثال سے واضح کریں۔
مطلع کسے کہتے ہیں؟

غزل کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔
اس غزل کا مطلع کیا بیان کرتا ہے؟

اس غزل کے مطلع میں شاعر اپنی زندگی کو فقیرانہ سادگی سے تعبیر کرتے ہوئے، دنیا میں اپنی صدا بلند کرنے اور
خیر خواہی کی دعا دیتے ہوئے رخصت ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔

مقطع کسے کہتے ہیں؟

غزل کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں، جس میں شاعر اپنا تخلص شامل کرتا ہے۔



اس غزل کا مقطع کیا بیان کرتا ہے؟

اس غزل کے مقطع میں شاعر اپنے تخلص 'میر' کے ساتھ زندگی کے حاصل اور مقصد پر ایک گہرا فلسفیانہ سوال اٹھاتے ہیں۔

قافیہ اور ردیف سے کیا مراد ہے؟ اس غزل میں ان کی نشان دہی کریں۔
قافیہ کی تعریف کریں۔

قافیہ وہ ہم آواز الفاظ ہیں جو ردیف سے پہلے آتے اور ہر شعر میں بدلتے رہتے ہیں۔

اس غزل میں قافیہ کی مثالیں دیں۔

اس غزل میں 'صدا، دعا، وفا، دوا، جدا، ادا، دکھا، کیا' جیسے ہم آواز الفاظ قافیہ کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔
ردیف کی تعریف کریں۔

ردیف وہ لفظ یا الفاظ ہیں جو قافیہ کے بعد ہر شعر کے آخر میں بلا تبدیلی دہرائے جاتے ہیں۔

اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

اس غزل کی ردیف 'کر چلے' ہے، جو ہر شعر کے دوسرے مصرعے کے آخر میں دہرائی گئی ہے۔

میر تقی میر کی زندگی اور شاعری پر روشنی ڈالیں۔

میر تقی میر کہاں اور کب پیدا ہوئے؟

میر تقی میر 1723ء میں آگرہ (اکبر آباد) میں پیدا ہوئے۔

میر تقی میر کو دہلی چھوڑ کر کہاں جانا پڑا اور کیوں؟

احمد شاہ ابدالی کے حملوں سے دہلی تباہ ہونے پر میر تقی میر قریب ساٹھ برس کی عمر میں لکھنؤ منتقل ہو گئے۔



میر تقی میر کو کن القاب سے یاد کیا جاتا ہے؟

انھیں 'خدائے سخن' اور 'غزل کا بادشاہ' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

میر تقی میر کے اندازِ بیان کی کیا خصوصیت ہے؟

ان کا انداز سادہ، فصیح اور پرسوز ہے، جس میں عاشقانہ مضامین اور تصوف کا امتزاج پایا جاتا ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

میر تقی میر کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) آگرہ (ب) دہلی (ج) لکھنؤ (د) لاہور

درست جواب: (الف) آگرہ۔ میر تقی میر 1723ء میں آگرہ (اکبر آباد) میں پیدا ہوئے۔

میر تقی میر کا انتقال کہاں ہوا؟ (الف) آگرہ (ب) دہلی (ج) لکھنؤ (د) کراچی

درست جواب: (ج) لکھنؤ۔ میر تقی میر کا انتقال 1810ء میں لکھنؤ میں ہوا۔

میر تقی میر کی خودنوشت کا نام کیا ہے؟ (الف) ذکرِ میر (ب) تذکرہ گلشنِ بے خار (ج) آبِ حیات (د) نکاتِ الشعرا

درست جواب: (الف) ذکرِ میر۔ میر تقی میر کی خودنوشت کا نام 'ذکرِ میر' ہے۔

میر تقی میر کو کس لقب سے یاد کیا جاتا ہے؟ (الف) شاعرِ مشرق (ب) خدائے سخن (ج) مصوّرِ فطرت (د) شاعرِ انقلاب

درست جواب: (ب) خدائے سخن۔ انھیں 'خدائے سخن' اور 'غزل کا بادشاہ' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

غزل کے پہلے شعر کو کیا کہتے ہیں؟ (الف) مقطع (ب) مطلع (ج) ردیف (د) قافیہ

درست جواب: (ب) مطلع۔ غزل کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔

غزل کے آخری شعر کو کیا کہتے ہیں، جس میں تخلص شامل ہوتا ہے؟ (الف) مطلع (ب) مصرع (ج) مقطع (د) بحر

درست جواب: (ج) مقطع۔ غزل کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں، جس میں شاعر اپنا تخلص شامل کرتا ہے۔

اس غزل کی ردیف کیا ہے؟ (الف) صدا (ب) دعا (ج) کر چلے (د) وفا



درست جواب: (ج) کر چلے۔ اس غزل کی ردیف 'کر چلے' ہے۔

میر تقی میر کو دہلی چھوڑنے پر کس نے مجبور کیا؟ (الف) نادر شاہ (ب) احمد شاہ ابدالی (ج) رنجیت سنگھ (د) ٹیپو سلطان

درست جواب: (ب) احمد شاہ ابدالی۔ احمد شاہ ابدالی کے پے در پے حملوں نے دہلی کو تباہ کر دیا، جس کے باعث میر تقی میر لکھنؤ منتقل ہو گئے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• میر تقی میر (1723ء-1810ء): آگرہ میں پیدائش، لکھنؤ میں وفات، 'خدائے سخن' اور 'غزل کا بادشاہ' کہلائے۔

• احمد شاہ ابدالی کے حملوں سے دہلی کی تباہی پر لکھنؤ منتقل ہوئے۔

• خودنوشت 'ذکر میر'، شعری مجموعہ 'کلیات غزلیات میر'۔

• غزل کی اصطلاحات یاد رکھیں: مطلع، مقطع، قافیہ، ردیف، تخلص۔

• اس غزل کی ردیف 'کر چلے' ہے۔

• مجموعی تاثر: زندگی، عشق، بندگی اور رخصت پر فقیرانہ و تصوف آمیز انداز میں غور و فکر۔

امتحانی نکات

• مطلع اور مقطع کی تعریفات اور اس غزل سے ان کی مثالیں اچھی طرح یاد رکھیں۔ امتحان میں اکثر پوچھی جاتی ہیں۔

• قافیہ اور ردیف کی تعریفات اور اس غزل میں ان کی نشان دہی پر خصوصی توجہ دیں۔

• ہر شعر کا مفہوم الگ الگ یاد رکھیں۔ شعروار تشریح کی مشق کریں۔

• میر تقی میر کے حالات زندگی، خصوصاً ان کے القاب اور خودنوشت کا نام یاد رکھیں۔

• الفاظ کے معنی (شفا، تقدیر، عہد وغیرہ) کی تذکر و تائید کی مشق کریں، جیسا کہ نصاب کی مشق میں مطلوب ہے۔

